

عالم کے سچے اور سچے
میری اور میری قوم کے

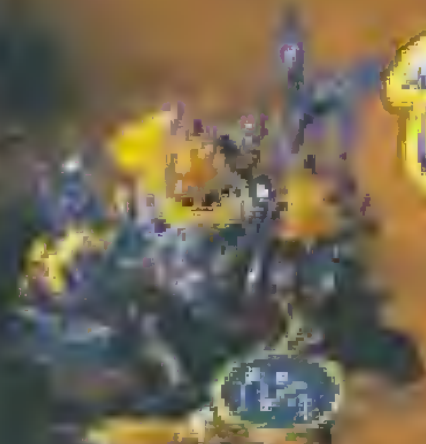


میت سی بنجاست کے اسباب



علامہ محمد رفیع الرحمن

مفسر قرآن
مجلس اہل سنت و جماعت



عائذہ عمرہ کاشف اشرفی عطائی

بسم الله الرحمن الرحيم

مقدمہ

نحمدك اللهم ان وفقنا سواء السبيل فانت نعم
المولى ونعم النصير، ونصلي ونسلم على حبیبك العظيم
الكبير المبعوث رحمة للعالمين سيدنا و مولانا محمد
والبشير النذير وعلى آله واصحابه اجمعين

اما بعد! میت کے متعلق ہم اہلسنت بہت کچھ کر گزرتے ہیں وہابی
، دیوبندی ان تمام کو بدعت کے کھاتے میں ڈالتے ہیں اس سے عوام کو
حقیقت معلوم ہونی چاہئے کہ یہ لوگ معتزلہ فرقہ کے اصول کو زندہ کرنا
چاہتے ہیں اور ہم اس فرقہ کو عرصہ سے دفنا چکے ہیں اب نہ انہیں زندہ
ہونے دیں گے نہ ان کے چیلے کامیاب ہو سکیں گے معتزلہ کا اصول یہ تھا
کہ موت کے بعد کوئی کسی کو فائدہ نہیں پہنچا سکتا اور اہلسنت میت کی رُوح
پرواز کرنے سے قبل اور بعد اس کی فلاح و نجات کے ذرائع استعمال کرتے
ہیں اور بفضلہ اموات کے لئے یہ اسباب و ذرائع نجات دلواتے بھی ہیں
لیکن وہابی دیوبندی ان کے ہمنوا فرقے اہلسنت کے ہر عمل کو بدعت کے
کھاتے میں ڈال دیتے ہیں حالانکہ وہ جملہ امور شرع شریف سے دلائل
سے ثابت ہیں فقیر چند امور گنواتا ہے جنہیں ہم اموات کی نجات کیلئے عمل
میں لاتے ہیں۔

﴿سورۃ یسین پڑھنا﴾

جب ہم میت پر موت کے آثار محسوس کرتے ہیں تو اس کے قریب سورۃ یسین شریف پڑھتے ہیں۔

حدیث شریف میں ہے حضور پُر نور، شافع یوم النشور ﷺ نے فرمایا ”اقرئوا سورۃ یسین علی موتاکم“۔ (مشکوٰۃ) یعنی اپنے موتی (جو فوت ہونے کے قریب ہو) پر سورۃ یسین پڑھو۔

﴿کلمہ طیبہ کی تلقین﴾

حضرت ابوسعید و ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”لقنوا موتاکم لا الہ الا اللہ“۔ یعنی جو قریب وفات ہوا اسے کلمہ طیبہ کی تلقین کرو۔

فائدہ: لا الہ الا اللہ سارے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا نام ہے۔ مراد یہ ہے کہ حاضرین اس کے پاس پڑھیں کہ وہ بھی سن کر پڑھنے لگے۔ ایک حدیث پاک میں ہے کہ جس کا آخری سخن کلمہ طیبہ ہو وہ بہشت میں داخل ہوگا۔ (مشکوٰۃ) اللہ تعالیٰ مجھے اور دوسرے تمام اہل ایمان کو اس دولت سے مشرف فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

﴿نماز جنازہ﴾

میت کو نہلاؤ ہلا کر اور اچھے کپڑوں میں کفنا کر نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے تو اسی لئے کہ اسکی نجات ہو جائے۔ معتزلہ فرقہ کو قدمائے اہلسنت نے ایک دلیل یہ بھی دی تھی کہ اگر مرنے کے بعد میت کو زندوں سے کسی قسم کا فائدہ نہیں پہنچ سکتا تو حضور ﷺ نے نماز جنازہ کا حکم کیوں فرمایا ہے اور

اسمیں دعائیں بھی اس قسم کی ہیں جو مردے کی نجات کا موجب ہیں۔

فائدہ: نماز جنازہ میں تین صفیں ہوں اور تینوں صفوں کا ثواب برابر ہے اس میں کسی صف کی ترجیح اور افضلیت کا مسئلہ نہیں اس لئے کہ بندوں کو میت سے تھوڑا دور ہٹ کر کھڑے ہونے کا حکم ہے اور اس میں برابر ہیں لیکن غلطی نے فرمایا نماز جنازہ کی پچھلی صف میں کھڑا ہونا افضل ہے بخلاف دوسری نمازوں کے کہ ان میں پہلی صف میں کھڑا ہونا افضلیت رکھتا ہے۔ اس لئے کہ پہلی صف والے امام کے کوائف سے زیادہ علم رکھتے ہوئے جلد تر اتباع کریں گے بخلاف پچھلی صف والوں کے کہ ان میں پہلی صف والوں کے بعد معلوم ہوگا۔ اور نماز میں متابعت امام ملحوظ ہوتی ہے۔

﴿شفاعتُ مُردہ﴾

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور پاک ﷺ سے سنا جس کسی کی نماز جنازہ ایسے چالیس آدمی پڑھیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کچھ شرک نہیں کرتے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ان کی شفاعت قبول فرماتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

﴿نکتہ در لفظ چہلم﴾

حدیث شریف میں چالیس آدمیوں کی قید میں بھی یہی راز ہے کہ جہاں چالیس مسلمان ہوں ان میں ایک ولی اللہ ضرور ہوتا ہے۔ (اسئلۃ الحکم) خلاصہ یہ کہ میت کو دو آمروں سے ہی شفاعت نصیب ہوتی ہے اُس کی نماز جنازہ میں تین صفیں ہوں یا چالیس آدمی (فتح القریب) (روح

البیان) مستحب نماز جنازہ میں یہی ہے صفیں تین ہوں۔ آدمی چالیس سے کم ہوں یا زائد۔

فائدہ: اس سے یہ ثابت ہوا کہ نماز جنازہ سے بھی میت کو فائدہ ہوا اور تین صفیں باندھنے کے علاوہ چالیس آدمیوں سے اس سے بڑھکر ہوں تو سبحان اللہ۔

﴿میت کو ثواب بخشنا﴾

اہل سنت کا مذہب ہے کہ میت کو ہماری دعا اور استغفار فائدہ بخشی ہے اور ہم ان کی ارواح کو جتنا ثواب بخشتے ہیں انہیں پہنچتا ہے۔ بدنی عبادتوں کا ثواب ہو یا مالی کا مثلاً ان کیلئے صدقہ دینا یا ان کے لئے غلام آزاد کرنا یا نماز پڑھ کر یا روزہ رکھ کر یا حج کر کے یا قرآن پڑھ کر ان کو ثواب بخشا جائے تو مردگاں کو ثواب پہنچتا ہے۔ (مسئلہ) اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ میت کا قرض ادا کر دیا جائے تو اُس کے ذمہ سے قرض اتر جائیگا بلکہ اس طرح سے اسے قبر میں فائدہ بھی ہوگا۔ خواہ غیر انسان اس کا قرض اتار دے یا اس کے ترکہ سے اُتارا جائے (مسئلہ) اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ اگر زندہ آدمی کے کسی مُردے پر حقوق ہوں اور وہ اُس کی موت کے بعد اسے معاف کر دے تو مُردہ سے اُس زندہ کے حقوق ساقط ہو جائیں گے جیسے زندہ آدمی کو اس کی زندگی میں معاف کرنے سے معافی ہو جاتی ہے ایسے ہی مُردے کو بھی معافی ہو جاتی ہے۔ (روح البیان)

فائدہ: جدید دہا بیہ مذکورہ بالا امر کے قائل ہیں لیکن، مگر، چونکہ، چنانچہ وغیرہ وغیرہ سے ایسے روڑے اٹکاتے ہیں کہ جن سے نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ

یہ وہابی نجدی وہی پرانے معتزلی، خارجی ہیں۔ اس لئے کہ مقصد ہے کہ میت کی نجات ہو جائے اور وہ ہوگی رحمت حق سے اور رحمت حق بہانہ می جوید اللہ کی رحمت کی طلب کا سبب ہو وہ فاتحہ و درود اسی لئے ہم کہتے ہیں مرگیا مردود نہ فاتحہ نہ درود۔ اس سے عوام اندازہ لگائیں کہ میت کو فائدہ پہنچانے کے لئے جتنا ذرائع استعمال کئے جاتے ہیں۔ انہیں یہ لوگ بدعت کہتے ہیں۔ اس لئے نہیں کہ وہ بدعت ہیں بلکہ اس لئے کہ انہیں معتزلہ کا مذہب زندہ کرنا ہے ورنہ اہلسنت کا عقیدہ قدیم سے چلا آرہا ہے۔ چنانچہ روح البیان میں ہے کہ ابن الملک نے فرمایا کہ اگر کوئی انسان اپنی نماز اور صدقہ کا ثواب کسی مردے کو بخشے تو جائز ہے اور وہ ثواب اس مردے کو فائدہ پہنچائے گا بلکہ بعض اوقات اس بندے کو مکمل نجات نصیب ہوتی ہے۔ معتزلہ کہتے کہ ثواب سے مراد بہشت ہے اور وہ بندے کا کام نہیں کہ نماز روزے و دیگر عبادات صدقات کسی مردے کو پہنچا کر اسے بہشت کا مالک بنادے اسلئے کہ اسے اس کی کوئی قدرت نہیں۔ اس کی قدرت صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔

﴿اہلسنت کا استدلال﴾

اہلسنت ایصال ثواب کا استدلال اس حدیث شریف سے کرتے ہیں کہ ”حضور سرور عالم ﷺ نے قربانی کے وقت دو مینڈھے چٹکبرے ذبح کر کے فرمایا ایک میرے لئے دوسرا میری امت کے مسلمانوں کے لئے۔ اگر شرعاً مردہ کو کسی قسم کا فائدہ نہ پہنچتا تو حضور ﷺ اپنی تمام امت کا نہ فرماتے جس میں اہل اموات بھی شامل ہیں اور شارع علیہ السلام کے اجراء شریعت پر کسی کو اعتراض کی گنجائش نہیں۔

فائدہ: عبادت کئی قسم کی ہے (۱) خالص بدنی جیسے نماز، اس میں تو نیابت جائز نہیں یعنی ایسے کہ اپنی فرضی نماز کے بجائے کسی دیگر کو اس کی ادائیگی کا حکم دے یا کوئی دوسرا اس کی طرف سے پڑھ لے۔ (البتہ نوافل کا ثواب ایک دوسرے کو دیا جاسکتا ہے) اس لئے کہ اس عبادت بدنی میں امارہ نفس کو تکلیف دینا مطلوب ہے اور وہ جب تک خود نہ پڑھے گا مقصد حاصل نہ ہو سکے گا۔ (۲) عبادت خالص مالی جیسے زکوٰۃ۔ اس میں نیابت جائز ہے اس کی طرف سے اگر کوئی دوسرا زکوٰۃ ادا کر دے فرضیت ساقط ہو جائے گی اسلئے کہ اس میں غرض ہے غریب مسکین کو مالک بنانا اور وہ حاصل ہو گیا۔

مسئلہ: میت کی طرف سے زکوٰۃ ادا کرنی ہے تو اس نے مرتے وقت وصیت کی ہو تو اُس کے ترکہ سے تنہائی مال کی ادائیگی ضروری ہے اگر وصیت نہ کی ہو تو ورثہ کو ادا کرنا مستحب ہے۔

بدنی اور مالی سے مرکب جیسے حج۔ یہ ایک اعتبار سے بدنی عبادت ہے بنا بریں نیابت ناجائز ہے۔ لیکن دوسرے اعتبار سے مالی عبادت ہے اسلئے نیابت جائز ہے لیکن جبکہ سخت مجبوری ہو کہ اس کی ادائیگی بوجہ شدید دائمی بیماری تو اسکی طرف سے دوسرا آدمی حج کر سکتا ہے۔ لیکن حج فرض کے لئے ہے۔ اگر نفلی ہو یوں نہ ہو تب بھی اُس کی طرف سے دوسرا حج پڑھ سکتا ہے۔ اسلئے کہ نوافل میں وسعت رکھی گئی ہے۔

انتباہ: اس اختلاف اصولی پر سمجھتے جائیں کہ ہم اہلسنت جو عمل بھی میت کے فائدہ کا کریں گے یہ لوگ اسے بدعت اور حرام کہیں گے۔ چند امور عرض کر دوں۔

﴿دعا بعد جنازہ﴾

قرآن مجید میں ہے: ”أَجِيبْ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَا“۔ (پ، ۲) اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جس وقت مجھ سے دعا کرے۔

فائدہ: اس آیت کریمہ کے عموم میں دعائے بعد جنازہ بھی داخل ہے اور اسے بھی اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے تو ضرور کرنی چاہئے جب کہ اس کا وعدہ اور اس کی شان (لَا يُخْلِفُ وَعْدُهُ) وہ وعدہ خلافی نہیں فرماتا اور آیت میں معلق ہے کہ وہ دعاء جب مانگی جائے نماز میں ہو یا نماز سے خارج وہ نماز فرض ہو یا کفایہ۔ یہی حکم قرآن مجید کی مطلق آیات کا ہے جب تک ممانعت صریح نہ ہو اس وقت تک مطلق کا حکم رہتا ہے جو لوگ جنازہ کے بعد کو روکتے ہیں انہیں کوئی آیت یا حدیث دکھانی چاہئے ہمارے ہاں متعدد احادیث ہیں فقیر نے اس پر رسالہ لکھا ہے ایک حدیث حاضر ہے۔

حدیث: مشکوٰۃ شریف میں ہے حضور سرور عالم نور مجسم نبی پاک ﷺ نے فرمایا ”اِذَا صَلَّيْتُمُ الْمَيِّتَ فَاخْلُصُوْا لَہِ الدَّعَا“۔ جب نماز جنازہ پڑھو تو اس کے لئے مخلص دعا کرو۔

﴿میت کی خوبیاں بیان کرنا﴾

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب سید المرسلین ﷺ نے فرمایا ”اِذْکُروا محاسن موتاکم وکفوا عن مساویہم“۔ (مشکوٰۃ) یعنی اپنے فوت شدہ کی خوبیاں بیان کرو اور ان کی

برائیوں کے ذکر سے باز رہو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کچھ لوگ جنازہ لے کر گزرے جو میت کی تعریف کرتے جاتے تھے حضور علیہ السلام نے فرمایا واجب ہوا۔ پھر اور جنازہ لے کر گزرے اور وہ میت کی بدگوئی کرتے جاتے تھے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا واجب ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا واجب ہوا تو فرمایا جس کی تم نے تعریف کی اس کے لئے بہشت واجب ہوا اور جس دوسرے کی تم نے برائی بیان کی تو اس کے لئے دوزخ واجب ہوا تم زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ مومن زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہیں۔ (مشکوٰۃ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے مسلمان ہونے اور نیک ہونے کی چار آدمی شہادت دیں اسے اللہ تعالیٰ بہشت میں داخل فرمائے گا پھر ہم نے اس کے متعلق حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت نہ کیا۔

ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ وفات یافتہ کی خوبیاں اور نیکیاں ذکر کرنی چاہئے اور برائیوں کا ذکر نہ کرنا چاہئے کہ مومن کی شہادت بارگاہ رب العالمین میں خصوصی مقام رکھتی ہے۔

﴿قبر تک قرآن مجید ساتھ لے جانا﴾

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جہاں رکھا ہو ہزاروں بلیات ٹل جاتی ہیں بے شمار واقعات گواہ ہیں کہ کسی مکان کو آگ لگی سارا سامان جل گیا قرآن مجید محفوظ رہا اس وقت میت نامعلوم کتنے مصائب و بلیات میں مبتلا ہے ہم قرآن مجید کی برکات پر امید رکھ کر میت کو ان آفات و بلیات

سے نجات کا سبب بناتے ہیں اللہ تعالیٰ بھی رحیم و کریم ہے اپنے بندوں کی ایسی عاجزیوں کو دیکھ کر بہت بڑی سے بڑی خطا بھی معاف فرما دیتا ہے۔

﴿برکت رفاقت﴾

نیز قرآن مجید ہمارا دارین کا وسیلہ ہے ہم سمجھتے ہیں کہ میت اگلے ملک کو جانے والا مسافر گھبراہٹ سے محفوظ ہو جب دیکھے گا کہ دنیا کے تمام رشتے اور تعلق ختم ہو گئے نا معلوم آئندہ کیا ہوگا لیکن جب اپنی رفاقت قرآن مجید پر نظر ڈالے گا تو رحمت حق سے پر امید ہوگا اور ہم سمجھتے ہیں کہ قرآن مجید کی یہ مختصر سی رفاقت اسے نجات سے ہمکنار کر دے کیونکہ شہنشاہوں سے اتنا سا تعلق بھی بہت بڑا ہے چنانچہ حکایت ذیل سے اندازہ لگائیے۔

حکایت: ہارون الرشید (عباسی خلیفہ بادشاہ) کے دور میں ایک قاتل کو پھانسی پر لٹکانے کا حکم جاری ہوا۔ پھانسی لٹکانے سے پہلے پھانسی والے سے پوچھا جاتا ہے کہ کوئی آرزو ہو تو بتاؤ..... اس نے کہا اب آخری آرزو یہ ہے کہ مجھے ہارون الرشید اپنے گھر بلوائے اور پھر وہاں سے پنچہ میں پنچہ ملا کر چلے پھر پھانسی کی رسی اپنے ہاتھ سے میرے گلے میں ڈال دے، ہارون الرشید کو پیام ملا فرمایا مجرم کو لے آؤ۔ مجرم حاضر ہوا ہارون اسے ہاتھ ملا کر پھانسی کے مقام تک لے آیا اور رسی ہاتھ میں لے کر گلے میں ڈالنے لگا تو مجرم نے کہا بادشاہ سلامت بتائیے پنچہ میں پنچہ ملا کر کون چلتے ہیں فرمایا دوست۔ مجرم نے کہا پھر دوست دوست کو بھی پھانسی پر لٹکا سکتا ہے ابھی آپ میرے پنچہ میں پنچہ ڈال کر ساتھ لائے تو اب پھانسی پہ لٹکانا کیسا۔ ہارون الرشید کو اس کی بات پسند آئی اور اسے رہا کر دیا۔

نتیجہ: ایک دنیوی بادشاہ کی رفاقت پھانسی سے بچا سکتی ہے تو قرآن مجید (جو شہنشاہوں کا شہنشاہ ہے) کی رفاقت بھی ان شاء اللہ میت کو عذابِ قبر سے بچالے گی۔

﴿قبر پر چھڑکاؤ کرنا اور کنکرے رکھنا﴾

حضرت جعفر بن محمد نے اپنے باپ سے روایت کی کہ حضور ﷺ نے (بوقت دفن) میت پر اپنے ہاتھ سے تین بار مٹی ڈالی اور اپنے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی قبر پاک پر پانی چھڑکا اور کنکرے رکھے۔ (مشکوٰۃ شریف، باب دفن میت)

حضرت جعفر سے مروی ہے کہ حضور پاک ﷺ کی قبر انور پر حضرت بلال بن رباح نے مشک کے ساتھ پانی چھڑکا اور حضرت مطلب بن ودام کی روایت میں ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون ؓ کی قبر کے سر پر حضور پاک ﷺ نے ایک وزنی پتھر اٹھا کر رکھا اور فرمایا میں اس سے اپنے برادر کی قبر کو نشانی کرتا ہوں اور جو میرے اہل سے فوت ہوگا اسے اس کے قریب دفن کروں گا۔ (مشکوٰۃ)

﴿حیلۂ اسقاط﴾

میت کے فرائض و واجبات کی معافی کے لئے ہم حیلۂ اسقاط کرتے ہیں اللہ کی رحمت سے امید کر کے کہ ممکن ہے کریم اپنے فضل و کرم سے معاف فرما کر بخشدے اسکے لئے فقہا کرام نے قدیم الایام سے تصنیفیں لکھیں اور اپنی تصنیفات میں تصریح فرماتے آئے صاحب روح البیان لکھتے ہیں کہ فوائد الفتاویٰ میں ہے کہ فضل یہ ہے کہ بعد بلوغ اپنی تمام عمر

کی نمازوں کے لئے اسقاط کی وصیت کرے اگر زندگی بھر نماز پڑھتا رہا ہو۔ کیونکہ اسے کیا خبر کہ اُس نے صحیح طور نماز پڑھی یا فاسد کر کے

مسئلہ: اگر کوئی اپنے کسی تعلق والے کو وصیت کرے کہ میرے مرنے کے بعد میری نمازوں کا کفارہ (اسقاط وغیرہ) کر دینا تو ایسی وصیت جائز ہے۔ اگر اس کے اپنے مال سے ادا کرنا مطلوب ہے تو تہائی مال تک اسقاط (کفارہ) ادا کر سکتے ہیں۔

﴿مسائل اسقاط﴾

(مسئلہ) ہر فرض نماز کا فدیہ (اسقاط) گندم کا نصف صاع اسی طرح نذر کے روزوں میں ایک روزہ پر نصف صاع گندم دینی ہوگی۔ (مسئلہ) میت پر روزہ فرض تھا تو اس کے لئے اس کا متولی یا کوئی اور کفارہ کے لئے نہ رکھے اور نہ ہی اس کی طرف سے نماز پڑھے بلکہ اس کے لئے (اسقاط، کفارہ) فدیہ مالی دینا ہوگا۔

حدیث شریف: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میت کی طرف سے نہ روزہ رکھا جائے نہ نماز پڑھی جائے۔

مسئلہ: قہستانی نے کہا کہ قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ نماز کے لئے کوئی اسقاط (کفارہ، فدیہ) وغیرہ نہ ہو۔ یہی بلخی کا ہے۔ (کذا فی قاضی خان) لیکن استحسان کا تقاضا ہے کہ نماز کا بھی اسقاط (کفارہ، فدیہ) ہو۔

مسئلہ: روزے کی اسقاط کے لئے نفس قرآنی موجود ہے (لما تعالیٰ

”وعلی الذین یطیقونہ الخ“)

پھر چونکہ نماز روزے سے افضل ہے بنا بریں جب مفضول میں

اسقاط جائز ہے تو افضل عبادت میں بطریق اولیٰ جائز ہوا سنیے امام محمد رحمہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”ویجزی بہما ان شاء اللہ تعالیٰ“

مسئلہ: اسقاط کا مال دین سے پہلے ادا کرنا چاہئے۔ اگر دین کے بعد ادا کیا جائے تب بھی جائز ہے یہ مسائل لکھ کر اسقاط کا حیلہ بنایا۔

﴿حیلہ اسقاط اور رد و ہابیہ و دیوبندیہ﴾

اگر کوئی شخص اپنی طرف سے اپنے ماں باپ یا کسی عزیز کا اسقاط (کفارہ، فدیہ) ادا کرنا چاہتا ہے لیکن خود بھی مسکین اور غریب ہے تو اس کے لئے جائز ہے کہ حسب استطاعت اپنی نیت سے کچھ گندم یا نقد وغیرہ لے کر کسی فقیر مسکین کو بیہ کرے۔ وہ کسی اور کو وہ کسی دوسرے کو۔ اس طرح دور کے طور ایک دوسرے کو مالک بنانے جائیں یہاں تک کہ روزے، نماز کا (کفارہ، فدیہ) اسقاط ادا ہو جائے۔

مسئلہ: بریت کا اسقاط دیتے وقت اس کی زندگی کے مرد کے بارہ اور عورت کے نو سال کے حساب سے نفی کر لئے جائیں۔ اسلئے کہ ان کے بالغ ہونے کی ادنیٰ مدت وہی ہے جو اوپر مذکور ہوئی۔ چنانچہ وقایہ (فتیہ کی کتاب) میں مدت مذکورہ بالا تحریر فرمائی ہے۔ مسئلہ: نماز میں طعام کا اعتبار ہے۔ مساکین کی گنتی معتبر نہیں۔ یہاں تک کہ اگر ایک مسکین کو ایک دن میں نصف صاع سے زائد گندم نماز کے کفارہ میں دیدے۔ تو جا کر ہے روزے اور ظہار کے کفارہ میں اس طرح ناجائز ہے اس لئے کہ ان میں مسکینوں اور غریبوں کی گنتی معتبر ہے۔ انہیں من کر کفارہ ادا کرنا پڑتا ہے۔

(کذا فی شرح انتقایہ)

مسئلہ : غیر مقرض فقیر کو بمقدار نصاب یا اس سے زائد مال دے دینا مکروہ ہے اس لئے کہ اتنا مال دولت دے دینے سے تو وہ بھی غنی دولت مند بن گیا۔ وہ فقیر نہ رہا۔ حالانکہ یہ مال فقراء کا حق ہے۔ ہاں اگر وہ قرضدار یا صاحب عیال ہو تو اسے نصاب یا اس سے کچھ زائد مال دینا مکروہ نہیں اسلئے کہ بوجہ قرض و عیال داری اسے دولت مندی کی حیثیت حاصل نہیں ہو سکے گی۔

دور حاضرہ کے معزلہ یعنی دیوبندی وہابی اس حیلہ اسقاط کے منکر ہیں۔ ان کے لئے حنفی فقہ کا حوالہ کافی ہے۔ مزید تحقیق فقیر کے رسالہ ”الاقساط فی الاسقاط“ میں دیکھئے۔

نوٹ : اہلسنت جہلا بھی غلط حیلہ اسقاط کرتے ہیں جس پر ہمارے علماء اہلسنت بھی چشم پوشی کرتے ہیں۔ یہ ان کی غلطی ہے۔

﴿اذان برقبر﴾

قبر پر اذان سے کئی مقاصد ہوتے ہیں منجملہ ان کے ایک یہ بھی ہے کہ نکیرین کا جواب آسانی سے دے سکے۔ حضرت عمر بن عاص رضی اللہ عنہ نے بوقت وصال اپنے لڑکے کو وصیت کی کہ جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے ساتھ نہ کوئی روئے والی جائے نہ آگ اور جب مجھے دفن کرو تو آہستہ آہستہ مٹی ڈالنا بعد اذان میری قبر کے قریب اونٹ ذبح کر کے گوشت تقسیم ہونے کی مقدار تک ٹھہرنا کہ میں تمہارے ساتھ آرام پکڑوں اور سمجھوں کہ منکر نکیر کو کس جواب سے واپس کرتا ہوں۔ (مشکوٰۃ، مسلم)

﴿بعد دفن دعا کرنا﴾

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول کریم ﷺ جب دفن میت سے فارغ ہوتے تو اس پر ٹھہر کر فرماتے اپنے بھائی کے لئے استغفار کر دو پھر کچھ دیر ٹھہر کر اس کے لئے ثابت قدمی کا سوال کرو کیونکہ وہ اب سوال کیا جا رہا ہے۔ (مشکوٰۃ باب عذاب القبر)

باب نمبر 1

﴿میت سے خیر خواہی کا آغاز﴾

بخاری میں ہے کہ مجھ پر وحی نازل ہوئی کہ تم فتنہ قبر میں مبتلا ہو گے تو یہ فتنہ سات دن میں ہوگا اور حدیث بخاری مطلق ہے جس کا اطلاق ایک اور اس کے زائد پر ہوتا ہے۔

فائدہ : اسی لئے ہم اہلسنت دفنانے کے بعد میت کو قبر میں آرام پہنچانے اور اسے عذاب سے بچانے کے لئے طرح طرح کے امور عمل میں لاتے ہیں اور الحمد للہ وہ تمام قرآن و حدیث اور اسلامی اصول کے مطابق ہیں جن کی تفصیل علمائے اہلسنت کی تصانیف میں موجود ہے یہاں چند امور (ان امور کو بدعت کہہ دینا وہابی مذہب کا محض ضد ہے ورنہ شرعی اصول یہ ہے کہ وہ ان امور کے خلاف صریح آیات و احادیث دکھائیں اور بدعت کہنا بھی محض خوارج اور معتزلہ کے مذہب کو زندہ کرنا مطلوب ہے اور بس : اویسی غفرلہ) بطور نمونہ ملاحظہ ہوں۔

﴿قبر پر چھڑی یا کوئی اور سبز پتے، پھول ڈالنا﴾

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی کریم

ﷺ دو قبروں پر گزرے فرمایا انہیں یقیناً عذاب ہو رہا ہے اور بڑی چیز (جس سے پرہیز مشکل ہو) میں نہیں ایک تو پیشاب کی چھینٹوں سے پرہیز نہیں کرتا تھا۔ اور دوسرا چغل خور تھا پھر ایک سبز شاخ پکڑ کر آدھی ایک قبر پر گاڑ دی اور آدھی دوسری پر۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دریافت کیا تو فرمایا میں نے ایسا اس امید پر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے عذاب میں تخفیف فرمائے جب تک خشک نہ ہوں۔ (مشکوٰۃ از بخاری و مسلم)

فائدہ : اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ تر چیز کی تسبیح سے اہل قبور کو فائدہ ہوتا ہے جس سے پھول وغیرہ ڈالنے کا جواز ثابت ہوا۔ پھر جب تر شاخوں کی تسبیح سے فائدہ ہوتا ہے۔ تو قرآن مجید اور دیگر اذکار سے کیوں نہ فائدہ ہوگا۔

﴿وصیت ابو ہریرہؓ﴾

شرح الصدور میں حضرت قتادہ سے ہے کہ جناب ابو ہریرہ وصیت کرتے تھے کہ جب میں مرجاؤں تو میری قبر پر کھجور کی دو شاخیں تر رکھ دینا۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قبر کے پاس درخت لگانے کی یہ حدیث اصل ہے۔

﴿اہل قبور کے لئے مالی صدقہ﴾

حضرت سعد بن عبادہ سے ہے کہ میں نے عرض لی یا رسول اللہ ﷺ میری ماں فوت ہوگئی ہے ان کے لئے کون سا صدقہ افضل ہے فرمایا پانی۔ تو حضرت سعد نے کنواں کھدوایا اور فرمایا (ہذہ لام سعد) یعنی یہ کنویں سعد کی ماں کے لئے ہے۔

فائدہ : اس یہ ثابت ہوا کہ اہل قبور کی طرف نسبت کرنے سے چیز حرام نہیں ہوتی۔

﴿اہل علم کی قبریں روشن ہوتی ہیں﴾

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اخراج کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ علم دین سکھو اور لوگوں کو پڑھاؤ کیونکہ میں علم پڑھنے اور پڑھانے والوں کی قبروں کو روشن کرتا ہوں تاکہ وہ گھبراہٹ میں نہ۔

﴿مزارات پر عمارت بنانا﴾

قرآن مجید ”سورۃ الکہف“ میں قصۃ اصحاب کہف میں ہے۔
”قال الذین غلبوا علی امرہم لتخذن علیہم
مسجدا“۔ وہ بولے جو اپنے کام میں غالب رہے کہ ہم ان (اصحاب کہف) پر ضرور مسجد بنائیں گے۔ اس آیت میں اصحاب کہف پر مسجد بنانے کا ذکر ہے اور مسجد عمارت ہی ہوتی ہے جس سے مزار پر عمارت و گنبد بنانے کا جواز ثابت ہوا۔

﴿ارواح کا اپنے گھروں میں آنا﴾

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب عید یا جمعہ یا عاشورے کا دن یا شب برأت ہوتی ہے اموات کی روہیں آکر اپنے گھر وں کے دروازے پر کھڑی ہوتی اور کہتی ہیں کہ ہے کوئی ہمیں یاد کرے
”ہے کوئی کہ ہم پر ترس کھائے، ہے کوئی کہ ہماری غریبی کی یاد دلائے۔“

﴿جمعراتوں کا فائدہ﴾

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے اشعۃ الملمعات شرح مشکوٰۃ باب زیارت قبور میں فرمایا کہ بعد از وصال میت کی طرف سے سات روز تک صدقات و خیرات دینا مستحب ہے اور یہ صدقہ اہل قبور کو نفع دیتا ہے اس میں اہل علم کا کوئی اختلاف نہیں۔ اور لکھا ہے کہ بعض روایات میں وارد ہے کہ میت کا روح بشب جمعہ اپنے گھر جاتا ہے اور دیکھتا ہے اس کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں یا نہیں۔

﴿کفنی لکھنا﴾

مشکوٰۃ باب غسل میت میں حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ہم بیت رسول (ﷺ) کو غسل دے کر فارغ ہوئے حضور ﷺ کو اطلاع دی۔ آپ نے اپنا تہبند شریف ہمیں دے کر فرمایا کہ اس کو کفن میں جسم سے متصل رکھ دو۔ کفنی لکھنے کی اصل یہی حدیث شریف ہے کہ حضور ﷺ نے اپنا تہبند شریف دے کر امت کو بتایا کہ میت کو مقدس و تبرک دینے میں نجات ہو سکتی ہے (تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کی کتاب ”کفنی لکھنا“۔)

فائدہ: اشعۃ الملمعات میں ہے کہ اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ صالحین کے تبرکات اور لباس سے بعد موت قبر میں بھی برکت لینا جائز ہے۔ درالختار میں باب شہید سے کچھ پہلے لکھا ہے کہ میت کی پیشانی یا عمامہ یا کفن پر عہد نامہ لکھنا۔ امید ہے کہ رب تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادے۔

﴿ زیارت القبور اور سماع موتی ﴾

زیارت قبور سنت و موجب ثواب ہے۔ زائر کے لئے یہ بھی سنت ہے کہ اہل قبور کو سلام کہے۔

حدیث نمبر 1 { مصنف ابو بکر بن ابی شیبہ باب الجنائز صفحہ ۱۳۸ میں ہے کہ کہے۔ ”السلام علیکم یا اهل الدیار من المومنین والمسلمین وانا ان شاء اللہ بکم للاحقون۔“
فائدہ { اس سے اہل قبور کو ندا کرنی بھی ثابت ہوئی اور سماع بھی۔ ورنہ خطاب و ندا مہمل بنے گی۔

حدیث نمبر 2 { کتاب الروح ابن قیم صفحہ ۵، مرقات شرح مشکوٰۃ صفحہ ۴۰۸ جلد ۲ اور شرح الصدور صفحہ ۸۴ میں ہے کہ ابن الدنیا نے کتاب القبور میں اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اخراج کیا۔ فرمایا ”اذا مر الرجل بقبر یعرفہ فسلم علیہ رد علیہ السلام عرفہ واذا مر بقبر لا یعرفہ فسلم علیہ رد علیہ السلام“ یعنی آدمی جب ایسی قبر سے گزرے جسے پہچانتا ہے تو اس پر سلام کہے وہ جواب دے گا۔ اور اگر ایسی قبر سے گزرے جس کے اہل کو نہیں جانتا تو سلام کہے وہ اس کا جواب دے گا۔

حدیث نمبر 3 { یعنی شرح بخاری صفحہ ۷۷ جلد ۴ اور مرقات صفحہ ۴۰۸ جلد ۲ اور صفحہ ۴۰۶ شرح الصدور صفحہ ۸۴ اور کتاب الروح ابن قیم میں ہے کہ ابن عبد البر نے اسناد کارد تمبید میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما

سے اخراج کیا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جو آدمی اپنے بھائی مؤمن کی قبر سے گزرے جسے دنیا میں جانتا تھا تو اس پر سلام کہے وہ اسے پہچانے گا اور اس کا جواب دے گا۔ یعنی، طحاوی و شرح الصدور میں ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

حدیث نمبر 4 {ابو بکر بن ابی شیبہ اپنے مصنف کتاب جنازہ صفحہ ۱۳۸ میں حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت کرتے ہیں کہ جب وہ اپنی زمین سے واپس ہوتے تو شہداء کی قبروں پر گزرتے اور کہتے ”السلام علیکم وانا بکم لاحقون“ پھر اپنے دوستوں سے کہتے کہ شہداء پر سلام نہیں کہتے ہو؟ وہ تم پر رد کریں۔ یعنی تمہارے سلام کا جواب دیں۔

حدیث نمبر 5 {مستدرک صفحہ ۲۴۸ جلد ۲ تفسیر مظہری صفحہ ۷۱ جلد ۲ سورۃ آل عمران و شرح الصدور میں بیہقی اور طبرانی سے حضرت ابو ہریرہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے فرماتے ہیں احد سے واپسی میں نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین، حضرت مصعب بن عمیر پر ٹھہرے تو حضور پر نور ﷺ نے فرمایا میں شہادت دیتا ہوں کہ تم عند اللہ زندہ ہو۔ صحابہ کرام کو فرمایا ان کی زیارت کرو سلام کہو۔ مجھے اس کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے قیامت تک جو بھی انہیں سلام کہے گا یہ اس کا جواب دے گا۔

حدیث نمبر 6 {مستدرک میں ہے کہ یہ حدیث امام بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔ ان روایات سے سماع موثق بھی ثابت ہوا کہ جواب دینا دلیل سماع ہے۔ قرآن مجید میں ہے ”انما يستجيبون الذين يسمعون“۔

فائدہ {دیوبندی وہابی کہتے ہیں کہ مردے نہ سنتے ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں نہ کچھ کر سکتے ہیں بس گویا وہ مٹی کا ڈھیر ہیں ان کے رد میں مذکورہ بالا روایات کافی ہیں۔

﴿قبر میں میت کا حال زار﴾

حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا، ”ہا المیت فی القبر الا کالغریق المتغوث ينتظر دعوة تلحقه من رب اوام اروخ او صديق فاذا الحقہ کان احب الیہ سن الدنيا وما فیہا وان اللہ لیدخل الی اهل القبور من دعاء اهل الارض امثال الجبال وان هدیة الاحیاء الی الاموات الاستغفار“۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۲۰۶)

مردے کی مثال قبر میں ڈوبے ہوئے فریادی کی طرح ہے وہ اس انتظار میں ہوتا ہے کہ اسے باپ یا ماں یا بھائی یا دوست سے دعاء وغیرہ پہونچے جب اسے دعاء وغیرہ پہونچتی ہے تو اسکے لئے وہ دنیا اور جو اس میں ہے اسے زیادہ محبوب ہوتی ہے بیشک زندوں کا تحفہ مردوں کے لئے استغفار ہے۔

مردہ دشمنی {اس حدیث شریف میں صاف اور واضح ہے کہ عام مردہ قبر میں بہت بڑی مشکلات میں پھنسا ہوا ہے اس کی نجات کا صرف اور صرف واحد حل اس کے لئے ثواب بخشا ہے دعا ہو یا استغفار قرآن خوانی ہو یا خیرات و صدقات ورنہ وہ ہمیشہ قبر میں فریادی رہیگا اور عذاب میں مبتلا۔ اس کی خیر خوانی کا تقاضا یہی ہے کہ اس کے لئے

ثواب پہونچانے کے تمام اسباب بروئے کار لائے جائیں۔ الحمد للہ ہم اہلسنتِ مردہ کی فوتیدگی کے بعد سر کی بازی لگا کر مردہ کو ہر طرح سے ثواب پہونچاتے ہیں۔ دعاؤں اور استغفار اور کلمہ و قرآن اور خیرات و صدقات وغیرہ وغیرہ۔

الحمد للہ ہماری یہ محنت ٹھکانے بھی لگتی ہے کہ عالمِ رویا، میں بہت سے بندگانِ خدا کی نجات کی خوشخبری سنی گئی۔ اب روکنے والوں کو مردہ دشمنی ہی سمجھئے کہ نہ خود کرتے ہیں۔ اور نہ دوسروں کو کرنے دیتے ہیں اور جو کرتے ہیں ان کے طعام کو حرام کہہ دیتے ہیں لیکن کھانے پر آجائیں تو پھر نہ پوچھئے اور دلیل ان کے پاس اور کچھ نہیں صرف یہی کہ یہ بدعت ہے اور بس۔

اصل وجہ { اہل اسلام یقین فرمائیں کہ انسان کی نجات کون نہیں چاہتا سوائے ابلیس کے اس نے تو صرف دوسوہ ڈالنا ہے اور بس اور قرآن کا فیصلہ ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کو بر ملا کہہ دیا تھا کہ الہی انسانوں میں سے ہی اپنے چیلے تیار کر لیا چنانچہ سابق دور میں خوارج و معتزلہ نے اسکی حمایت میں اموات کی نجات کے اسباب کو ناجائز و حرام کہا وہ مرٹے تو ان کی مسند نجدیوں نے سنبھالی جیسے ہمارے دور میں وہابیوں، دیوبندیوں نے مختلف حربوں سے ان کے مشن کو آگے بڑھایا۔

اظہارِ راز { کون نہیں جانتا کہ تخلیقِ آدم (علیہ السلام) کے بعد ان کے اعزاز و اکرام کو دیکھ کر ابلیس نے قسم کھائی کہ اولادِ آدم (علیہ السلام) کو جہنم میں بجانے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگاؤں گا۔ چنانچہ جب سلسلہٴ نسلِ آدم (علیہ السلام) کا آغاز ہوا اس وقت سے ابلیس اپنی ذریت اور چیلے

چانٹوں سمیت اولادِ آدم (علیہ السلام) کو جہنم میں دھکیلنے کے لئے ہزاروں حیلے بہانے بنا رہا ہے۔ اور امتِ مصطفویہ (ﷺ) کیلئے تو اس نے اپنی کاروائیوں کو اور تیز کر دیا یہاں تک کہ حکم ”من الجنة والناس“ خود آدم (علیہ السلام) کی اولاد سے ہی اپنی فوجِ قہر موج تیار کر لی جن کے ذمہ صرف اور صرف ”یوسوس فی صدور الناس“ ہے اور بس، لیکن ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ (ﷺ) نے بھی اس کی شرارت سے حفاظت کے لئے جگہ جگہ مضبوط قلعے (تاقیامت) امت کو عطا فرمائے اور ادھر رحمۃ للعالمین شایانِ شان اپنے رب کریم سے امت کی ہر طرح کی بھلائی مانگ لی اسی اللہ تعالیٰ نے اپنی بخشش میں ہر طرف سے دروازے کھول دئے کہ معمولی سے معمولی بات پر سرت پاؤں تک گناہوں میں ڈوبے ہوئے گنہگار کو رحمت کی جھولیاں بھر دے جیسا کہ اسلام کا شیدائی خوب واقف ہے۔ یہاں تک رحمت باری کے دریا کو امتِ مصطفویہ (ﷺ) کیلئے فراوانی ہے کہ اگر ان کے لئے کوئی اور بھی بخشش کا حیلہ بنائے تو بھی اس کی نجات کا وعدہ ہے اسی لئے مشہور ہے ”رحمت حق بہانہ می جوید رحمت حق بہانمی جوید“ رحمت حق سبب ڈھونڈتی ہے اپنی عطا کا صلہ نہیں مانگتی اسی کلیہ پر حضور سرورِ عالم، نور مجسم (ﷺ) نے اپنی امت کو ایصالِ ثواب کا حکم فرمایا کہ اگر امتی قبر میں خالی ہاتھ جائے تو بھی بارانہ جائے بلکہ اگر زندوں میں سے کوئی بھی اس کے لئے صدقات و خیرات اور قرآن خوانی و دیگر اجر و ثواب بھیجے تو بھی وہ جہنم کا مستحق ہو تب بھی بہشت سے محروم نہ ہو اور اتنا سستا سودا کہ صرف قل، کلمہ اور روٹی، پانی سے بھی بہشت کا حقدار بن جائے یہ سودا ابلیس کو کب گوارہ تھا اسی لئے

اس نے امتِ مصطفویہ (ﷺ) کے مقابلہ کیلئے اپنے اور اپنی ذریت کے ہتھیار اور تیز کر دیئے اور خود امتِ مصطفویہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) سے ہی ایسے افراد تلاش کئے جن کی کاروائی سے خود کو بھی ان کا چیلہ سمجھے چنانچہ دین کے ہر شعبہ میں اس کے کارندے بہت بڑی جدوجہد سے کام کرتے ہیں لیکن مذہبی بہروپے شاندار سلیقے سے ابلیس کی خوشنودی میں رات کو دن بنائے پھر رہے ہیں اس وقت میرا روئے سخن یہی ہے اسی میں مختصری نشاندہی کر دوں تاکہ ناظرین کو عبرت کا موقع ملے۔

﴿نام بدلا ہے کام نہیں بگڑا﴾

اموات کیلئے ہمارے جملہ معمولات ایصالِ ثواب کے مختلف طریقے، حضور سرورِ عالم ﷺ کے ارشادات سے ثابت ہیں آپ کے زمانہ اقدس کے بعد خیر القرون میں بھی ایصالِ ثواب ہوتا رہا۔ صرف فرق یہ ہے کہ ہمارے دور میں ان کے اور اسماء (مثلاً تیجہ، قلخوانی، جمعراتیں، چہلم، سالیانہ، عرس، گیارہویں، وغیرہما) ہیں ورنہ مردے کیلئے ایصالِ ثواب جتنا بہت زیادہ ہوا اتنا ہی اقل قلیل ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ دنیا میں رہنے والوں کو اتنا خورد و نوش کی ضرورت نہیں جتنا اہل قبور کو ثواب کی ضرورت ہے (شرح الصدور)

تفصیل فقیر کی کتاب ”اعانة الاحباب باعمالہ ایصال الثواب“ میں پڑھئے۔ یہی وجہ ہے کہ اہلسنت میں یہی ایصالِ ثواب مختلف ناموں سے بہت زیادہ مروج ہے یہاں تک کہ نجدیوں نے اس جماعت کا نام بھی طنزاً قبوری مذہب رکھا ہے اور ہمارے ملک کے وہابی

دیوبندی ہمیں قبر پرست کا طعنہ دیتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ ایصال
 ثواب کے مختلف طریقے صرف اور صرف میت کی نجات کے حیلے بہانے
 ہیں لیکن جب ابلیس نے روز اول قسم کھائی تھی کہ اولاد آدم (علیہ السلام)
 کو بہشت میں ہرگز نہیں جانے دوں گا تو اس نے اپنی قسم پوری کرنے کیلئے
 بڑا گندا اور گہرا جال پھیلایا چنانچہ ابتداء میں ایک عظیم اور زبردست
 جماعت کھڑی کی جو دین کی نہ صرف ٹھیکیدار بلکہ عباسی خاندان کے بڑے
 بڑے شائبشاہوں یہاں تک کہ مامون الرشید جیسی علمی شخصیت کو اپنے دام
 تزویر میں پھنسا لیا انہیں فرقہ معزلہ کہا جاتا تھا جن کا آج نام تک ناپید ہے
 یہ ایصال ثواب کے نہ صرف منکر تھے بلکہ اس کی ہر کاروائی کو حرام سمجھتے
 اور اپنے دعویٰ کو چند قرآنی آیتوں اور سینکڑوں روایتوں سے ثابت کرتے
 اور عقلی دلائل کے تو انبار لگا دیئے تھے لیکن خدا بھلا کرے اسلاف رحمہم اللہ
 تعالیٰ کا جنھوں نے قلم و علم کے زور سے ان کی ایسی مٹی پلید کی کہ آج کھل
 کر کاف (کاروائی) کا نام لینا بھی کسی کو گوارہ نہیں لیکن ابلیس بھی آخر ابلیس
 ہے اس نے صدیوں بعد ایک اور جماعت (نجدی) کو لیا جو بظاہر تو ایصال
 ثواب کا اقرار کرے لیکن جب عملی صورت سامنے آئے تو اسے بدعت کے
 فتوے سے اڑا دے اور یہ کاروائی ابلیس کو خوب پسند آئی جسے اس نے ہر
 ملک میں پھیلایا چنانچہ ہمارے ملک ہندوپاک میں بھی اس نے ایک
 صدی پہلے ایصال ثواب پر بدعت کے فتوؤں کے خوب ڈوگر ہر سائے
 اور ایصال ثواب کے ہر طریقہ کو بدعت، حرام، ناجائز کرنے پر ایڑی چوٹی
 کا زور لگایا لیکن اللہ تعالیٰ ہمارے اکابر (رحمہم اللہ تعالیٰ) کی قبور کو منور
 فرمانے کے انہوں نے بدعت گردوں کو ایسے دندان شکن جوابات دیئے کہ

بدعت و شرک کے مفتی نے چپ سادھ اختیار کر لی، حضرت مولانا وکیل
 احمد سکندر پوری مرحوم اس دور کے متعلق لکھتے ہیں کہ ”اس زمانے میں جو
 چل رہا ہے بعض حضرات کو طریقہ مروجہ، صدقہ، اموات کی حرمت پر سخت
 اصرار ہے جسے یہ لوگ (وہابی) صیقل زبان خیال کرتے ہیں مگر بیچارے
 مُردوں کا خون ہوا جاتا ہے یہ بیہودہ قیل و قال ان کو ثواب سے محروم رکھتا
 ہے، انہوں نے صرف نتیجہ کے اثبات میں ایک ضخیم کتاب بنام۔ نتیجہ
 ۱۳۶۰ھ تحریر فرمائی۔ ان کی طرح اور علماء کرام نے بھی ان مذہبی بہرہ پیوں
 کا ڈٹ کر مقابلہ کیا یہاں تک کہ امام اہلسنت مجدد دین و ملت سیدی شاہ
 احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی قدس سرہ کے مضبوط قلم نے وہابیوں
 ، دیوبندیوں کی کمر توڑ کر رکھ دی اب جبکہ ملک میں افراتفری کا دور دورہ
 ہے ایسے آڑے وقت سے فائدہ اٹھا کر سعودی ریالوں کے اشاروں سے
 پھر وہ مردہ روحمیں بول رہی ہیں جیسا کہ اہل زمان کو معلوم ہے کہ پھر اس
 طرح ایصالِ ثواب کی جملہ صورتوں کو علیحدہ علیحدہ نام لے لے کر
 حرام۔ بدعت ناجائز کہنے لکھنے کا ہڑبونگ مچا ہوا ہے اور ملک کی حالت زار
 کے باوجود ہر چھوٹے سے چھوٹے مسئلے پر مناظرہ کی چیلنج بازی اور لاکھ
 لاکھ روپوں کی پیشکش کی بدتمیزی کا طوفان برپا ہے، فقیران کے مقابلہ میں
 میدانِ جہاد میں ہے اور بفضلِ اپنے بزرگوں کے فیوض و برکات سے ان
 کے ہر شرانگیز دعویٰ کو ملیا میٹ کرتا چلا آ رہا ہے اور عوام اہل اسلام سے
 اپیل ہے کہ ذرا صدیوں پیچھے مڑ کر دیکھیں تو بھی آپ کو ان کی طرح
 ہزاروں دین کے دشمن مختلف روپ میں دین کو مٹانے کیلئے آئے لیکن
 اسلام کے محافظ و نگران کی بے آواز لاشی نے ان کا وہ ستیاناس کیا کہ آج

ان کا نشان تک نہیں ملتا ان شاء اللہ اب بھی یہی حال ہوگا یہ برساتی
مینڈک کی طرح چند روز ٹر ٹر کرینگے پھر ان کی طرح خود ہی مٹ جائینگے۔

باب نمبر 2

﴿مردے بخشے گئے﴾

(۱) اللہ تعالیٰ بندوں کو بخشے سے ہی خوش ہوتا ہے یہ تو ہم خود ہی
دوزخ میں چھلانگ لگا رہے ہیں ورنہ اس کا ایسا پروگرام نہیں (۲) چاہے تو
بڑے سے بڑے مجرم کو بخش دے اس کو کون روک سکتا ہے، چنانچہ فرمایا ”
ان الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء
“ بیشک اللہ تعالیٰ مشرک کو نہیں بخشے گا باقی مجرموں کو چاہے تو بخش دے۔
اسی لئے ہم اہلسنت قائل ہیں کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب بھی بخشا جائیگا سزا پا کر
یا سزا سے پہلے (خلافاً للمعتزلہ) ہاں معتزلہ اور خوارج قائل تھے کہ مرتکب
کبیرہ ہمیشہ جہنم میں رہیگا۔

لطیفہ {دیوبندیوں و ہابیوں نے چھلانگ لگا کر کافروں و مشرکوں کا بھی
بخشا جانا ممکن بنا دیا چنانچہ امکان کذب باری تعالیٰ کے عقیدہ میں
”خلف الوعد“ کے قائل ہو کر ”یغفر ما دون ذلك لمن يشاء“
کے کھلم کھلا میدان مخالفت میں اتر آئے اور ادھر تمام اہل اسلام کو مشرک بنا
کر جہنمی بنا دیا انہیں کہتے ہیں ”سفہاء الاحلام“۔

(۳) مجرموں کو بخشا ہے تو سب سے اگرچہ وہ اسباب کا محتاج نہیں لیکن
اس کا قانون ہے اسے کون ٹھکرائے قیامت میں دیکھنا کہ جب تک

شفاعت کا دروازہ نہ کھلے گا کسی کو بخشے کا نام تک نہ ہوگا جب باب شفاعت مفتوح ہوگا تو میرے جیسے گنہگار بھی اس کی رحمت سے پر امید ہوں گے۔
(۴) فارسی مقولہ مشہور ہے۔

”رحمت حق بہانہ می جوید رحمت حق بہانمی جوید“

رحمت حق اسباب دیکھتی ہے اسے قیمت نہیں چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ اس وقت معمولی سے معمولی نیکی بھی بڑا کام کر جائیگی بخاری شریف میں ہے کہ ایک آدمی کو دوزخ میں لیجایا جائیگا پھر حکم ہوگا اسے بہشت میں لیجاؤ اس لئے کہ اس نے پیاسے کتے کو پانی پلایا تھا وغیرہ وغیرہ۔

درس عبرت {وہ کریم جو ایک پیاسے کتے کے طفیل بخش دیتا ہے تو پھر قرآن خوانی نیک لوگوں کی دعاؤں و استغفار اور بھوکوں، غریبوں کو کھانا کھلانے سے بخش دے تو کوئی بڑی بات ہے اب واقعات پڑھئے۔

﴿قرآن پاک کی تلاوت کا اجر و ثواب﴾

ہم مردوں کو قرآن خوانی کا ثواب مختلف طریقوں سے پہنچاتے ہیں اور مخالفین تمام طریقوں کو بدعت کے کھاتے میں ڈال کر روکتے ہیں۔ اس سے اندازہ لگائیں کہ اتنا بڑا اجر و ثواب پہنچ جائے تو مخالفین کو کونسا نقصان ہوگا۔

حدیث نمبر 1 {قرآن پاک کے ایک حرف کے پڑھنے سے دس نیکیاں ملتی ہیں۔ اور الہم ایک حرف نہیں بلکہ الف ایک حرف ہے لام دوسرا حرف ہے اور میم تیسرا حرف ہے تو جو شخص صرف الہم پڑھے گا اس کو تیس نیکیاں ملیں گی۔ (الحدیث)

فائدہ { اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ ایک تو قرآن پاک پڑھنے کا بڑا ثواب ہے اور قرآن پاک کے بعد دعا قبول ہوتی ہے جیسا کہ احادیث میں ہے۔ اب نتیجہ واضح ہے کہ جس کے لئے قرآن پڑھا گیا اور بیشمار بندگانِ خدا نے مل کر اس کے لئے دعا مانگی تو امید رکھنی چاہیے کہ اس کی نجات ہو جائیگی کیونکہ احادیث میں ہے کہ جہاں چالیس آدمی مل کر دعا مانگیں تو ان میں ایسا بندہ بھی ہوتا ہے جس کی دعا قبول ہوتی ہے۔

﴿قبور میں نور﴾

مالک بن دینار بیان کرتے ہیں کہ ”میں ایک دفعہ جمعہ کی رات کو قبرستان میں داخل ہوا تو دیکھا کہ ایک نور چمک رہا ہے یہ دیکھ کر میں نے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قبرستان والوں کی مغفرت کر دی ہے تو ایک غیبی آواز آئی کہ ”اے مالک بن دینار یہ ایک مومن کا اپنے مومن بھائیوں کے لئے تحفہ ہے“ میں نے غیبی آواز کو خدا کا واسطہ دے کر پوچھا کہ یہ ثواب کس نے بھیجا ہے؟ تو آواز آئی کہ ایک مومن آدمی اس قبرستان میں داخل ہوا اور اس نے اچھی طرح وضو کیا۔ پھر دو رکعت نماز پڑھی اور اس کا ثواب ان قبر والوں کو بخش دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس ثواب کی وجہ سے یہ نور ہم کو دیا۔“ (شرح الصدور صفحہ ۲۸۸)

فائدہ { غور فرمائیے کہ یہ ایک مرد مومن کے ایک دو گانہ کا ثواب ہے کہ قبرستان نور ہی نور ہو گیا اور جہاں سینکڑوں بندگانِ خدا قرآن اور کلمہ واستغفار اور دعائیں کریں اور سینکڑوں بھوکے کھانا کھا کر میت کی نجات کی دعا مانگیں تو کیا وہ مردہ بخشش سے محروم رہے گا۔ یہ شانِ خداوندی کے

خلاف ہے۔

حدیث نمبر 2 { مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ ایک بار قل هو اللہ احد سورۃ پڑھنے سے دس پاروں کا ثواب ملتا ہے تو تین بار سورۃ مذکورہ پڑھی جائے تو پورے قرآن کا ثواب مل جائیگا۔ اور سورۃ مذکورہ ایک بار پڑھنے پر صرف چند سیکنڈ صرف ہوتے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی ہے کہ تھوڑے سے وقت میں کتنا بڑا اجر و ثواب عطا فرما دیا ورنہ شبینہ پڑھنے والے حفاظ ساری رات میں ملکر بھی پورا قرآن مجید بڑی مشکل سے ختم کرتے ہیں اب مسلمان ہی اسے سمجھے کہ ہم اموات کے لئے قلوٰنی بھی صرف اسی ارادہ پر کرتے ہیں کہ تمام لوگ مل کر ہی اتنا بڑا ذخیرہ جمع کر کے مردے کی بخشش کا ذریعہ بنیں (ولکن الوہابیۃ قوم لا یعقلون)

حدیث نمبر 3 { حدیث شریف میں ہے۔ ”من قرء الاخلاص احد عشر مرة ثم وهب اجرها للاموات اعطی من الاجر بعدد الاموات۔“ جو شخص گیارہ بار سورۃ اخلاص پڑھے اور پھر اس کا ثواب مردوں کو بخشے تو اس کو تمام مردوں کے برابر ثواب ملے گا۔ (در مختار باب الدفن) و تذکرۃ الموتی صفحہ ۹، تصنیف قاضی ثناء اللہ، پانی پتی مرحوم، مصنف تفسیر مظہری)

فائدہ { اس میں ثواب کے حریص کو بھی تسلی ہے کہ جتنا کلام مردوں کو بخشو گے اتنا ثواب تمہارے نامہ اعمال میں بھی ہوگا۔ ”ہم خرماؤ ہم ثواب“

﴿اور کیا چاہئے﴾

حضرت علی المرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک رات اپنا ایک دوست یاد آیا

جسے وفات پائے مدت گزر چکی تھی خیال آتے ہی سوچا کہ اس کی قبر پر جا کر ایصالِ ثواب کرنا چاہئے چنانچہ اسی وقت گھر سے نکلے اور اس کی قبر کے قریب پہنچ کر پہلے نماز پڑھی اور پھر اس کے لئے دعا کی حضرت پر غنودگی طاری ہوئی تو دیکھا کہ وہ دوست زنجیروں میں جکڑا ہوا عذاب میں مبتلا ہے حضرت نے حال دریافت کیا تو اس نے بتلایا جب سے دنیا سے آیا ہوں اسی عذاب میں مبتلا ہوں فوراً ہی بیدار ہو گئے اس عذاب کو دیکھنے کی وجہ سے دہشت طاری تھی گھر واپس آئے اس کے لئے ایصالِ ثواب کیا دوست پر عذاب ہونے کی وجہ سے بے حد رنجیدہ تھے کہ تین دن بعد پھر اس دوست کو خواب میں دیکھا تو ان کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی وہ نور کے ستر لباس پہنے ہوئے تھا اور اس کے سر پر نور کا تاج تھا حضرت کے دریافتِ حال پر اس نے بتلایا مصر کے آنے والے ایک قافلے میں ایک شخص نے اعوذ اور بسم اللہ پڑھ کر سورہ اخلاص (قل هو اللہ احد) پڑھی اور اللہ سے عرض کیا جو کچھ میں نے پڑھا ہے اس کا ثواب امتِ محمدیہ ﷺ کے تمام مردوں کو پہنچ جائے اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول فرمائی مردوں کو اس کا ثواب تقسیم ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم اور رحمت سے مجھے بھی اس ثواب کی وجہ سے آزاد کر دیا۔ (حکایات شیریں)

فائدہ {مسلمانو! ایمان سے کہو کیا تم اپنے اعزہ و اقارب کے لئے نجات چاہتے ہو اور ضرور چاہتے ہو تو پھر ان کی نجات کے اسباب پر عمل کیوں نہیں کرتے یا بد مذہب کے غلط دوسوں سے کیوں پس و پیش کرتے ہو۔ احادیث مبارکہ کا وعدہ کبھی غلط نہیں ہو سکتا تو پھر یقین کرو کہ

ہم کتنے ہی گنہگار اور ناکارہ کسی لیکن رحمت حق ڈھانپ لے تو..... یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ”ان رحمۃی وسعت کل شے“ بیشک میری رحمت ہر شے سے وسیع ہے۔ تو پھر مان لیجئے کہ اس کی رحمت کے آگے ایسے مجرموں کو بخش دینا معمولی بات ہے۔

حکایت ۱: ایک دفعہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کے کسی مرید کا رنگ اچانک متغیر ہو گیا۔ آپ نے سبب پوچھا تو اس نے کہا کہ ابھی ابھی میں نے کشف کی حالت میں اپنی ماں کو دوزخ کی آگ میں جلتے ہوئے دیکھا ہے۔ حضرت جنید نے ایک ہزار بار کلمہ شریف کبھی پڑھا تھا، یہ سمجھ کر کہ بعض روایات میں اس قدر کلمہ کے ثواب پر مغفرت کا وعدہ کیا گیا ہے۔ آپ نے جی ہی جی میں اُس مرید کی ماں کو بخش دیا اور اُسے اطلاع نہ دی۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ کیا دیکھتے ہیں کہ وہ نو جوان خوش اور ہشاش بشاش ہے۔ آپ نے سبب پوچھا تو اُس نے عرض کیا کہ اب میں نے اپنی ماں کو جنت میں دیکھا ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ ”اس جوان کے مکاشفہ کی صحت تو مجھ کو حدیث سے معلوم ہوئی اور حدیث کی تصحیح اس کے مکاشفہ سے ہو گئی“

(مظاہر حق صفحہ ۳۶۸) (فتوحات مکیہ شریف اور تحذیر الناس مانو تو ی)

﴿ایک عورت کیلئے نور کے برتن میں ثواب کا پہنچنا﴾

ایک عورت کا انتقال ہو گیا اور انتقال کے بعد اس کی جانے والی عورت نے اسے خواب میں دیکھا کہ وہ ایک تخت پر موجود ہے اور اس کے

تخت کے نیچے نور کا برتن ڈھکا رکھا ہے۔ اس عورت نے دریافت کیا کہ اس برتن میں کیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ میرے شوہر کا ہدیہ ہے جو اس نے کل میرے لئے روانہ کیا تھا۔ پھر وہ عورت جب بیدار ہوئی تو اس کے شوہر سے اپنا خواب بیان کیا، اس کے شوہر نے کہا کہ سچ ہے کل میں نے قرآن شریف پڑھ کر اپنی بیوی کو ثواب پہنچایا تھا۔ (روض الریاضین)

حکایت { فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ (چار واسطہ سے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔ پوری لاکھ حدیث ان کو حفظ تھیں۔ ان کا خطاب امام الہدیٰ ہے۔ اور ان کا نام نصر بن محمد اور لقب اور کنیت فقیہ ابواللیث سمرقندی مشہور ہے) اپنی کتاب تنبیہ الغافلین میں فرماتے ہیں۔ کہ میں نے اپنے باپ سے سنا، اور وہ فرماتے تھے کہ پہنچا مجھ کو قصہ صالح مزی کا وہ جمعہ کی رات کو جامع مسجد میں آئے۔ اور نماز فجر وہاں پڑھی۔ راستہ میں ٹھہر گئے، دو رکعت نماز پڑھی۔ اور ایک قبر سے کچھ سہارا لگالیا۔ نیند آنکھوں میں بھر آئی، دیکھتے کیا ہیں کہ سب اصحاب قبور قبروں سے نکل کر حلقہ باندھ کر بیٹھ گئے باتیں کرنے لگے، ایک جوان کو دیکھا کہ اُس کے کپڑے میلے ہیں اُداس اور مغموم بیٹھا ہوا ہے۔ اتنے میں بہت خوان ڈھکے ہوئے خوان پوشوں سے آئے۔ اُن میں ہر آدمی اپنا اپنا خوان لیتا گیا اور چلتا گیا آخر وہی بیچارہ جوان رہ گیا، اُس کے پاس کچھ نہ آیا وہ اُداس اور غم کا مارا اُٹھ کھڑا ہوا۔ جب قبر میں داخل ہونے لگا تو صالح مزی کہتے ہیں کہ میں نے اُس سے کہا، اے اللہ کے بندے کیوں اُداس ہے؟ اُس نے کہا، تم نے دیکھا نہیں کس قدر خوان آئے تھے۔ میں نے کہاں

ہاں اُس نے کہا یہ تحفہ تحائف تھے جو اُن کے واسطے خیر خواہوں نے بھیجے تھے۔ جو وہ صدقہ و دعاء وغیرہ کرتے ہیں اُن کو پہنچتا ہے، جمعہ کی رات کو اور میں ملک سندھ کا رہنے والا ہوں۔ اپنی ماں کو لیکر حج کرنے کے لئے آیا تھا، جب بصرہ میں پہنچا تو میں مر گیا میری ماں نے میرے بعد نکاح کر لیا۔ اور وہ دنیا میں مشغول ہو کر مجھ کو بھول گئی۔ نہ منہ سے کبھی نام لیتی ہے، نہ زبان سے دعاء۔ اب میں غمگین نہ ہوں تو کیا کروں میرا کوئی نہیں جو یاد کرے۔ صالح مزی کہتے ہیں کہ میں نے اُس سے پوچھا تیری ماں کہاں ہے؟ اُس نے پتہ دیا۔ پھر صبح ہو گئی، نماز پڑھی اور اُس کا گھر ڈھونڈتا ہوا پہنچا اور آواز دی، اندر سے عورت نے پوچھا تو کون ہے؟ میں نے کہا، صالح مزی۔ اُس نے بلایا، میں گیا اور جا کر کہا بہتر یہ ہے کہ میری اور تیری بات کوئی نہ سنے، تب میں اُس کے نزدیک ہو گیا فقط ایک پردہ بیچ میں رہ گیا میں نے کہا اللہ تجھ پر رحم کرے، کوئی تیرا بیٹا ہے کہا کوئی نہیں۔ میں نے کہا، کبھی ہوا تھا، تو وہ سانس بھرنے لگی، اور بولی کہ میرا ایک جوان بیٹا تھا۔ وہ مر گیا ہے۔ اس پر میں نے وہ قصہ مقبرہ کا بیان کیا۔ اُس کے آنسو بہنے لگے اور کہنے لگی، ابے صالح مزی! وہ میرا بیٹا میرا کلیجہ تھا، پھر اُس عورت نے مجھ کو ہزار درہم دیئے اور کہا کہ میرے نور چشم کی طرف سے خیرات کر دیجئے۔ اور اب سے میں اُس کو دعا اور خیرات سے نہ بھولوں گی (جب تک کہ دم میں دم ہے) صالح مزی فرماتے ہیں۔ پھر میں نے وہ ہزار درہم خیرات کر دیئے، پھر وہ دوسرے جمعہ کی رات اُس مقبرہ کی طرف گیا۔ دو رکعت نماز پڑھی پھر میں ایک قبر کے سہارے سے سر جھکا کر بیٹھ

گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ قبروں سے نکل رہے ہیں۔ اور اُس جوان کو دیکھا کہ سفید کپڑے پہنے ہوئے نہایت خوش و خرم ہے، وہ میرے پاس آ کر کہنے لگا اے صالح مزی! (رحمۃ اللہ علیہ) اللہ تیرا بھلا کرے مجھ کو ہدیہ و تحفہ پہنچ گیا ہے۔ میں نے کہا اے جوان تم جمعہ کو پہچانتے ہو کہا جانور بھی پہچانتے ہیں (ہم تو انسان ہیں) اور کہتے ہیں سلام ”یوم صالح“، یعنی یوم الجمعۃ سلامتی ہو نیک دن یعنی جمعہ کے لئے۔

حکایت { مطرف بن ثخیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ شب جمعہ کو ایک میدان پر میرا گزر ہوا۔ اور میں اور راتوں کو بھی اُس جگہ گزرتا تھا۔ پس میں نے وہاں ایک برہنہ قوم دیکھی، اُن کو سلام کیا، اُنہوں نے مجھے سلام کا جواب نہ دیا۔ میں ٹھہر گیا اُنہوں نے آپس میں کہا کہ یہ مطرف بن ثخیر ہے۔ میں نے کہا تعجب! ہے تم تو میرا اور میرے باپ کا نام جانتے ہو۔ اور سلام کا جواب نہیں دیتے۔ اُنہوں نے کہا اے مطرف ہم مُردے ہیں ہمارے نامہ اعمال اعمالِ صالحہ سے لپیٹ دیئے گئے۔ ہم اگر اس پر قدرت رکھتے کہ سلام کا جواب دیتے تو ہم اُس کو دنیا و مافیہا کے بدلے لیتے۔ میں نے اُن سے کہا، یہ کیا بات ہے کہ میں تمہیں برہنہ دیکھتا ہوں اُنہوں نے کہا کہ ہمارے کفن پھٹ گئے۔ اور ہماری طرف وہ چیز نہیں پہنچی جس سے ہم اپنی شرمگاہ کو چھپائیں۔ میں نے کہا، یہ کیا بات ہے کہ میں تمہیں جمع دیکھتا ہوں۔ اُنہوں نے کہا اسلئے کہ ہر قبر میں ستر مُردے جمع ہو گئے ہیں۔ سو ہم بہت ہو گئے ہیں میں نے کہا کیا تم شرماتے نہیں کہ عورتیں تمہارے ساتھ ننگوں کو دیکھتی ہیں۔ اُنہوں نے کہا اے مطرف

بیشک موت کی تلخی اور اس کی سکرات ہم سے ہماری عقلوں کو لے گئی۔ پس مرد نہیں جانتا ہے کہ وہ مرد ہے۔ نہ عورت جانتی ہے کہ وہ عورت ہے۔ میں نے کہا یہ کیا بات ہے کہ میں تم کو اس رات میں دیکھتا ہوں۔ اور کسی کو میں نے اس جگہ نہیں دیکھا۔ انہوں نے کہا، کہ یہ شب جمعہ ہے ہم اس رات کو نکلتے ہیں۔ پس ہم دیکھتے ہیں کہ آیا ہماری اولاد اور گھر والے ہم کو یاد کرتے ہیں۔ اور ہماری طرف سے خیرات کرتے ہیں، جب میں نے جانے کا ارادہ کیا۔ تو انہوں نے کہا اے مطرف تجھ سے ہماری ایک حاجت ہے۔ میں نے کہا وہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا جبکہ جمعہ آئے تو ٹو لوگوں میں وعظ کر۔ اور اُن سے کہہ کہ ہمارے کفن پھٹ گئے، بدن بوسیدہ ہو گئے، ہڈیاں بوسیدہ ہو گئیں ہمارے بال پریشان ہو گئے اور تم ہم کو بھول گئے پس تم ہمارے احوال پر رحم کرو۔ اور اعمالِ صالحہ کے ساتھ زندگی کو غنیمت جانو۔ کیونکہ ہم اُن کے چھوڑنے سے پریشان ہوئے۔

(شرح الصدور للسیوطی)

﴿فوائد حکایت مع تبصرہ اویسی غفرلہ﴾

(۱) مُردوں کے لئے جسم ہیں، کہ دکھائی دیتے ہیں۔ جیسا کہ مطرف نے اس قوم کو دیکھا (۲) کفن بعد بوسیدگی کے ان کے جسموں کے ساتھ باقی نہیں رہتے، جیسا کہ مطرف نے اُن کو برہنہ دیکھا (۳) مُردوں کو ربِّ سلام پر قدرت نہیں ہے لیکن یہ بات اکثر حدیثوں کے مخالف ہے۔ جو اُن کے ربِّ سلام میں وارد ہوئی ہیں، وجہ توفیق و تطبیق یہ ہے۔ کہ انہوں نے جو اپنی عدم قدرت و سلام پر نمان کی۔ پس مراد اُن کی ربِّ سلام اُس چیز

کے ساتھ ہے۔ کہ اُس کو زائد سنے۔ اور حدیث شریف میں جو آیا ہے۔ کہ وہ ردِ سلام کرتے ہیں۔ اس سے مراد ردِ سلام باخفا (آہستہ) ہے کہ زائر اسے نہیں سنتا (۴) کفن بوسیدہ ہو جاتا ہے مردوں کے پاس باقی نہیں رہتا اور میت اس سے ستر کرتا ہے اسے کفن دائمی کہتے ہیں۔ ہاں میت کے لئے بعد کو کوئی کپڑا صدقہ (خیرات) کے طور پر دیا جائے تو وہ باقی رہتا ہے اور میت اس سے ستر کرتا ہے۔ اس کو کفن دائمی کہتے ہیں جیسا کہ (اُن کا قول کہ نہیں پہنچا ہماری طرف وہ کپڑا جس سے ہم اپنی شرمگاہ کو چھپائیں) دلالت کرتا ہے (۵) مُردے شبِ جمعہ کو جمع ہوتے ہیں اور اپنی اولاد وغیرہ کے صدقہ خیرات کے منتظر رہتے ہیں (۶) موت کے بعد شدتِ موت کی تلخی زمانہ دراز تک باقی رہتی ہے۔ جس سے کہ ہوثر و حواس ٹھکانے نہیں رہتے۔ جیسا کہ کہا وہ ہماری عقلوں کو لے گئی (۷) مردوں اور عورتوں کی ردھیں اپنے تشھات کے ساتھ متمیز ہوتی ہیں بعد موت کے جیسے کہ حالتِ حیات میں متمیز ہوتی تھیں۔ جیسا کہ مطرف نے کہا، کہ ہم عورتوں کو تمہارے ساتھ ننگا دیکھتے ہیں مُردے اس بات کو مکروہہ جانتے ہیں کہ زندہ دُنیا میں مشغول رہیں اعمالِ صالحہ میں قصور کریں۔

کیونکہ انہوں نے امورِ آخرت کو دیکھ لیا۔ اچھے بُرے کام کی جزا و سزا کو سمجھ لیا وہ چاہتے ہیں کہ ہم سے جو ہوا سو ہوا مگر جو زندہ ہیں وہ اپنی عمر عزیز کو ضائع نہ کریں اعمالِ صالحہ سے اپنے اوقات کو معمور رکھیں۔

ناظرین { غور فرمائیں ان کو دنیا والوں کی خیرات و عطیات کی کتنی ضرورت ہے یہاں تک کہ کفن کے بوسیدہ ہونے کے بعد ننگے رہ جاتے ہیں تو زندہ لوگوں کی طرف سے کپڑے صدقہ و خیرات میں فقرا کو دیئے

جائیں تو ان کو ستر چھپانے کا موقعہ ملتا ہے اور پھر ہر جمعہ اپنے اعزہ اقارب سے خیرات و صدقات کے انتظار کی کوشش کی جائے تاکہ اہل قبور کا بھلا ہونہ یہ کہ سرے سے ایصالِ ثواب ہی بند کر دیا جائے۔

حدیث {”عن ابن عباس یقول اذا کان یوم عید اویوم جمعة اویوم عاشوراء اولیلة نصف من شعبان تاتی ارواح الاموات ویقومون علی ابواب بیوتهم فیقولون هل من احد یدکرنا هل من احد یترحم علینا هل من احد یدکر غربتنا یا من سکتتم بیوتنا ویا من سعد تم بما شقینا ویا من اقمتم فی اوسع قصورنا و نحن فی ضیق قبورنا ویا من استذللتنا ایتامنا ویا من نکحتم نسائنا هل من احد یتفکر فی غربتنا و فقرنا کتبنا مطویة وکتبکم منشورة“۔ (خزانة الروایات ، کنز العباد اور دقائق الاخبار)

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ہوتا ہے دن عید کا یا جمعہ کا یا عاشورا محرم کا یا شبِ برأت تو آتی ہیں رُوحیں موتی کی اور کھڑی ہوتی ہیں اپنے گھروں کے دروازوں پر، اور کہتی ہیں، کہ ہے کوئی ہمارا جو ہم کو یاد کرے۔ اور ہم پر رحم کرے ہماری غربت کو یاد کرے۔ تم ہمارے گھروں میں رہتے ہو۔ تم اُس چیز سے بہرہ مند ہوئے جس سے ہم محروم ہو گئے۔ تم ہمارے کھلے کشادہ مکانوں میں بیٹھے ہو۔ ہم تنگ قبروں میں پڑے ہیں ہمارے یتیم بچوں کو تم نے ذلیل کر رکھا ہے۔ اور ہماری

جائیں تو ان کو ستر چھپانے کا موقعہ ملتا ہے اور پھر ہر جمعہ اپنے اعزہ اقارب سے خیرات و صدقات کے انتظار کی کوشش کی جائے تاکہ اہل قبور کا بھلا ہونہ یہ کہ سرے سے ایصالِ ثواب ہی بند کر دیا جائے۔

حدیث {”عن ابن عباس یقول اذا کان یوم عید اویوم جمعة اویوم عاشوراء اولیلة نصف من شعبان تاتی ارواح الاموات ویقومون علی ابواب بیوتهم فیقولون هل من احد یدکرنا هل من احد یترحم علینا هل من احد یدکر غربتنا یا من سکتتم بیوتنا ویا من سعد تم بما شقینا ویا من اقمتم فی اوسع قصورنا و نحن فی ضیق قبورنا ویا من استذللتنا ایتامنا ویا من نکحتم نسائنا هل من احد یتفکر فی غربتنا و فقرنا کتبنا مطویة وکتبکم منشورة“۔ (خزانة الروایات ، کنز العباد اور دقائق الاخبار)

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ہوتا ہے دن عید کا یا جمعہ کا یا عاشورا محرم کا یا شبِ برأت تو آتی ہیں رُوحیں موتی کی اور کھڑی ہوتی ہیں اپنے گھروں کے دروازوں پر، اور کہتی ہیں، کہ ہے کوئی ہمارا جو ہم کو یاد کرے۔ اور ہم پر رحم کرے ہماری غربت کو یاد کرے۔ تم ہمارے گھروں میں رہتے ہو۔ تم اُس چیز سے بہرہ مند ہوئے جس سے ہم محروم ہو گئے۔ تم ہمارے کھلے کشادہ مکانوں میں بیٹھے ہو۔ ہم تنگ قبروں میں پڑے ہیں ہمارے یتیم بچوں کو تم نے ذلیل کر رکھا ہے۔ اور ہماری

بیویوں سے تم نے نکاح کر لیا۔ اب تم میں کوئی ہے جو فکر کرے ہماری خیریت اور محتاجی کی۔ ہمارا نامہ اعمال لپٹ چکا، تمہارا نامہ اعمال گھلا ہے۔
فائدہ { فطرہ عید و بقر عید کے دن عزیزوں دوستوں آشناؤں کو ہدیہ و تحفہ بھیجنے کے لئے مخصوص ہیں۔ مرنے والے عزیزوں کا ہدیہ صدقہ و دعاء ہے۔

﴿ صحاح کی روایت سے استدلال ﴾

مشکوٰۃ اور صحیح مسلم میں ہے۔ ”ولد صالح یدعولہ“۔ اس حدیث میں تم لوگوں کو اشارہ ہوا کہ جن کی اولاد ہو وہ اُن کے حق میں دعا کریں۔

﴿ تبصرہ اویسی غفرلہ ﴾

چونکہ اولاد کی دعا سے ماں باپ کو فائدہ پہونچتا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے متعدد آیات میں اس کا ذکر فرمایا ہے اور نبی کریم ﷺ نے نماز کی دعاؤں میں ماں باپ کے لئے دعا کی تعلیم فرمائی ہے۔
نوٹ { اس قسم کے واقعات کے لئے فقیر کی تصنیف ”اخبار اہل القبور“ کا مطالعہ کیجئے۔

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین ۝

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاول پور پاکستان